Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Sharia Rulings and Contemporary Reasonings of Hibba

ہبہ کے شرعی احکام اور معاصر استدلالات

Muhammad Sajid
PhD Scholar, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur, muhammad.sajidldr@gmail.com

Dr. Sultan Mehmood Khan
Assistant Professor, Department of Quranic studies, The Islamia University of Bahawalpur

Abstract

The contemporary challenges faced by humanity, spanning political, social, and economic dimensions, evoke a pressing need for guidance. This article explores Islam's solutions to life's multifaceted problems and examines its principles of moderation across various domains. In contrast to the declining and tumultuous capitalist system of the West and the cooperative system of the East, burdened with artificial supports, Islam presents a robust economic system. Emphasizing individual ownership coupled with a culture of benevolence, Islam encourages both possession and altruistic spending. Central to Islam's financial framework is the concept of 'Hiba,' manifesting the fundamental right to control one's property. Irrespective of societal roles or gender, the Shariah grants everyone the autonomy to manage their possessions, fostering stability, peace, and security in the realms of politics, economics, and society.

Keywords: Islam, Economic System, Hiba, Moderation, Autonomy

CC BY

تمہید

اسلام نے "رزق حلال" کمانے اور کھانے۔ نیز انتقال ملکیت کے جو ذرائع و اسباب اہل اسلام کو تعلیم کئے ہیں، ان میں "ہبہ" کا "ذریعہ" بھی شامل ہے۔ ہبہ کی اصطلاح کثیر الاستعمال تو ضرور ہے، لیکن اکثر لوگ اس کے معنی و مفہوم اور اس کی وسعت و اہمیت سے بابلد ہیں، اس لیے اس مقالے میں دونوں باتوں کو واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لفظ "ہبہ" مادہ، وھ ب (وھبا وھبۃ) سے مصدر ہے، جس کے معنی ہدیہ، تحفہ اور عطیہ، خصوصا ایسے عطیہ کے ہیں، جس سے واہب کی کوئی ذاتی منفعت متعلق نہ ہو۔[1] لغوی اعتبار سے اگر کوئی بڑا شخص، مثلا بادشاہ، رئیس یا والد اپنے سے چھوٹے (رعایا، نوکر، بیٹے) کو کوئی چیز دے تو اسے ہبہ کہتے ہیں اور اگر بر عکس صورت ہو، یعنی کوئی چھوٹا شخص اپنے سے بڑے کو کوئی چیز نذر کرے۔ تو "ہدیہ" قرار دیا جاتا ہے۔ گویا "ہدیہ" ایسے تحفے کا عنوان ہے۔ جس میں "مہدی الیہ" (جس کو ہدیہ دیا جارہا ہو) اس کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے،۔ اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف کسی شئی کے دینے کی نسبت ہو، تو اسے "ہبہ" ہی کہا جاتا ہے۔

تاہم مشہور ادیب اور ماہر لغت ابن قتیبہ نے اپنی کتاب عیون الاخبار میں "ھدیے" کا استعمال وسیع مفہوم میں کیا ہے۔ "ہبہ" سے اسم مبالغہ الوھاب الوہوب ہیں، جس کے معنی "کثیر الہبات" ذات کے ہیں،[2] یعنی ایسی ذات جو بہت زیادہ عطیات اور انعامات سے نوازے اور ایسی کریم و رحیم ذات کائنات ارضی و سماوی میں ایک ہی ہے۔ اسی لیے بندہ "واہب" تو ہو سکتا ہے، مگر وہاب اور وہوب نہیں ہو سکتا۔ یہ شان تو فقط اسی ذات بے ہمتا کو زیب دیتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ[3] (اے ہمارے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے والوں میں کجی پیدا نہ کرنا، اور ہمیں اپنے ہاں سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی بڑا عطا فرمانے والا ہے۔) اصطلاحی طور پر لفظ ہبہ "انتقال ملکیت" کا ایک جائز اور مفید ذریعہ ہے۔ جو منقولہ اور غیر منقولہ جائداد میں یکساں طور پر مؤثر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں فریقین کے مابین جو معاہدہ طے پاتا ہے، اسے عقد الہبہ کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی شئ کسی کو زبانی کلامی بھی دی جائے وہ اس کی ملکیت سے نکل کر متعلقہ شخص کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے۔ مگر زیادہ بہتر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس معاہدے کو باقاعدہ تحریری صورت میں مرتب کیا جائے۔

ہبہ کا ثبوت قرآن مجید میں:

قرآن مجید میں اس مادے کا زیادہ تر استعمال لغوی مفہوم ہی میں ہوتا ہے، مثال کے طور پر اولاد عطا کئے جانے کے متعلق ارشاد خداوندی ہے: يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ[4] (وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے۔) دوسری جگہ اس مادے کا اعطائے علوم نبوت کے ضمن میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ہے: فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ[5] (پھر خدا نے مجھے نبوت و علم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیا۔) اس طرح ایک اور مقام پر عطائے حکومت و سلطنت

CC BY

کے لیے بھی یہ لفظ مستعمل ہوا ہے۔ مثلا فرمایا: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (اے میرے پروردگار مجھے مغفرت عطا فرما اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر، جو میرے بعد کسی کو شایاں نہ ہو، بے شک تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔)[6]

الغرض قرآن مجید میں دونوں طرح کے عطیات و تحائف کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ خواہ وہ حسی ہوں، جیسے اولاد اور خواہ وہ حواس خمسہ کی زد سے باہر ہوں، جسے رحمت اور مغفرت خداوندی وغیرہ۔ انسانی تحائف و ہدایا کے ضمن میں ہمیں قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال نہیں ملتا۔ قدیم زمانے ہی سے انسانوں میں انتقال ملکیت کے جو مختلف طریقے رائج چلے آتے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ رضاکارانہ طور پر اپنی مملوکہ شئ دوسروں کو دے دی جائے پھر چونکہ اسلام باہمی بھائی چارے اور مہر و محبت پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔[7] اس لیے اس نے ایسے طریقوں پر خصوصیت سے زیادہ زور دیا ہے، جن سے دوسروں کو بغیر عوض لیے اشیا کا حق دار بنایا جا سکتا ہے، جن میں سے ایک اہم طریقہ ہبہ کا بھی ہے۔ اس کے علاوہ صدقات، زکوۃ، فطرانہ، وقف اور عطیات وغیرہ کا بھی مقصد ہے۔

حدیث نبوی ﷺ اور ہبہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تَهَادَوْاتَحَابُّوا، وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ".[8] ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے باہمی محبت زیادہ ہوگی۔ اور عداوت دور ہوگی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: باہم ہدیہ دیا کرو، اس سے حسد دور ہوتا ہے۔[9]
ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا: پڑوسن اپنی ہمسائی کے لیے کسی چیز کا ہدیہ دینے میں بخل نہ کرے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔[10]
آنحضرت ﷺ نے خود اپنے متعلق فرمایا: "اگر مجھے مذبوحہ جانور کے کھر یا پائے کی طرف بھی بلایا جائے تو میں اسے پسند کروں گا اور اگر یہ چیزیں مجھے دی جائیں تو میں قبول کروں گا۔"[11] مزید برآں آنحضرت ﷺ ہدیہ قبول کرنے کے بعد اس کا بدلہ دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے۔[12] ایک دوسری روایت میں ہے، آپ ہبہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔[13] کتب حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بدو آپ کا دوست تھا وہ آپ کو دیہی اشیاء لا کے دیتا تھا اور آپ اسے شہری چیزیں مرحمت فرما کر واپس بھیجتے تھے۔[14]

فقہ اسلامی اور ہبہ: ہبہ کا لفظ ایک مخصوص اصطلاح فقہ کے طور پر عہد نبوی ہی بکثرت استعمال ہونے لگا تھا۔ بعد کے زمانے میں فقہا نے شرح و بسط سے اس کے تفصیلی احکام مستنبط کیے ہیں۔

ہبہ کی تعریف: اصطلاح فقہ میں ہبہ ایک شخص کا دوسرے کو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کا فوری اور معاوضہ مالک بنا دینے اور شئے موہوبہ کے حق ملکیت سے دستبردار ہونے کا نام ہے۔[15] علامہ الجرجانی اس کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الهبة في اللغة

CC BY

التبرّع و في الشرع تمليك العين بلا عوض،[16] ہبہ لغت میں نیکی کرنے کا اور شریعت میں بلا معاوضہ کوئی شئ دوسرے کی ملکیت میں دینے کا نام ہے۔

ہبہ اور صدقہ:

احناف کے ایک قول کے مطابق ہبہ میں صدقہ بھی شامل ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق ہبہ صدقہ سے مختلف شئ ہے۔ کیونکہ صدقہ میں رضائے الٰہی مطلوب ہوتی ہے اور ہبہ اس سے عام فعل ہے یعنی امام مالک اور ان کے متبعین کا بھی یہی مسلک اور عقیدہ ہے۔[17] جبکہ حنابلہ، یعنی امام بن حنبل رحمتہ اللہ اور انکے متبعین کے نزدیک عطیہ، صدقہ، ہبہ اور ہدیہ وغیرہ سب الفاظ باہم مترادف ہیں، البتہ اگر اس سے خدا کی رضا مقصود ہو تو اسے صدقہ کہا جائے گا۔[18] امام شافعی کے نزدیک کسی بھی غرض سے اپنی مملوکہ شئ کو دوسرے کی ملکیت بنا دینا ہبہ ہے، لہذا ان کے مطابق ہبہ کا مفہوم ہدیے اور صدقے دونوں سے وسیع تر ہو گا۔ لہذا ہر صدقے اور ہر ہدیے کو ہبہ تو کہہ سکتے ہیں، مگر ہر ہبہ کو ہدیہ یا صدقہ نہیں کہہ سکتے۔[19]

ہبہ معاوضے کی صورت میں:

اگر ہبے میں بدلے (ثواب) کو مشروط ٹھہرا دیا جائے یعنی یہ کہ میں تجھے فلاں شئ ہبہ کر دوں گا، بشرطیکہ تو مجھے فلاں چیز ہبہ کرے، تو امام شافعی کے نزدیک، جو حضرت عمر کے قول سے استشہاد کرتے ہیں، وہ ہبہ نہیں، بلکہ بیع ہے،[20] دیگر تینوں ائمہ کرام کے نزدیک، گویا وہ قولا اور لفظا ہبہ ہی ہے، مگر اپنے احکام، مثلاً حق واپسی حق خیار رویت و شفعہ وغیرہ میں بیع (یعنی فروخت کرنا) ہی ہے۔ جس کی تکمیل حصول عوض پر موقوف ہوتی ہے، اسی لیے اگر موہوب لہ کے دیے وہوئے عوض پر واہب راضی ہو جائے تو وہ بیع کی طرح ایک محکم عقد شرعی ہو جاتا ہے، جسے بعد ازاں "واہب" (ہبہ کنندہ) یا اس کے کسی وارث کو واپس لینے اور ہبہ منسوخ کرکے بعد میں واپسی کا حق حاصل نہیں رہتا۔[21] اس کی آگے دو صورتیں ہیں۔

(1) معاوضہ کی مقدار متعین ہو، مثلاً زمین کی صورت میں اس کی پوری تفصیلی وغیرہ ایسی صورت میں جیسے موہوب لہ، اس ہبہ کو قبول کرنے کا اعلان کرے اس کے ساتھ ہی اس پر اس کے معاوضہ کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔

(2) اگر ہبہ کے معاوضے کی مقدار مبہم ہو یعنی یہ تو اس نے بتایا ہو کہ معاوضہ کس نوع یا جنس سے ہو گا، مگر اس کی تعداد یا مقدار وغیرہ کا ذکر نہ کیا ہو، بلکہ اسے مبہم چھوڑ دیا ہو۔ تو ایسی صورت میں: اگر موہوب لہ نے اس کے بدلے میں کوئی شئ بھی یا اس کے بیان کردہ شئ کی جتنی تعداد اور مقدار بھی بطور معاوضہ واہب کو دے دی اور اس نے اور واہب نے قبول کر لی تو یہ پختہ ہو جائے گا، یا واہب نے خود مقدار کی وضاحت کر دی تو اس کی وضاحت قابل اعتنا ہو گی، تاہم اگر موہوب لہ اس معاوضے پر راضی نہ ہو یا واہب نے اس کے دیے ہوئے اس معاضے کو پسند نہ کیا تو یہ ہبہ منسوخ ہو جائے گا۔[22]

صحت ہبہ کی شرائط: کسی چیز کے قابل ہبہ ہونے کی پہلی شرط واہب کی اس پر جائز ملکیت ہے۔ لہذا غصب شدہ یا غیر مملوک اشیا وغیرہ کا ہبہ درست نہیں ہوتا۔[23] اور اگر موہوب لہ کو اس غصب کا کسی طرح پہلے سے علم ہو، مگر بایں ہمہ وہ اس ہبہ کو قبول کرے

CC BY

، تو پتہ چلنے اور دریافت ہو جانے پر موہوب لہ بھی ضامن ٹھہرے گا۔[24] دوسری شرط یہ ہے وہ معدوم نہ ہو جیسے مثلا کوئی شخص درختوں پر پھل لگنے سے پہلے ہی پھل اور غلہ کی پیداوار سے قبل غلہ ہبہ کر دے ایسی شئ کا ہبہ باطل ہو گا۔[25] تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مجہول بھی نہ ہو، مثلا کسی بچے کا، شکم مادر میں، ہبہ وغیرہ کیونکہ جب تک بچہ پیدا نہ ہو، اس وقت تک اس کے بارے میں کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ بچہ کب ہو گا، زندہ ہو گا یا مردہ، لہذا اس کا ہبہ بھی جائز نہ ہو گا۔[26] چوتھی شرط یہ ہے کہ جس شئ کو ہبہ کیا جارہا ہے وہ شئ دیگر غیر موہوبہ اشیاء سے الگ تھلگ یعنی علیحدہ ہو، مثال کے طور پر بھیڑ کے بال اس کے جسم سے یا پھل درخت سے ہے۔[27] پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ شئ مشاع (یعنی ایسی شئ جس کی ملکیت میں دو یا اس سے زیادہ افراد مشترک ہوں) نہ ہو اور اگر وہ مشاع ہو تو اس کے جواز و عدم جواز میں کچھ تفصیل ہے۔ وہ اسی طرح کہ اگر، وہ شئ نا قابل تقسیم ہو، مثلا گھوڑا، مگر حصوں کی مقدار متعین و معلوم ہو، تو یہ ہبہ حصوں کی تقسیم کے بغیر بھی درست ہو گا۔[28] اگر وہ شئ قابل تقسیم تو ہے، مگر منقسم شدہ نہیں مثلا زمین کا کوئی پلاٹ قطعہ اراضی وغیرہ، تو اس کا ہبہ حنابلہ اور شوافع کے نزدیک جائز، مگر احناف کے نزدیک اس وقت تک درست نہ ہو گا، جب تک اس کو تقسیم نہ کر لیا جائے۔[29] اور کوئی چیز دو افراد کی یکساں طور پر ملکیتی کسی دوسرے فرد کو ہبہ کر دے تو یہ ہبہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو باطل ہو گا، مگر امام محمد اور ابو یوسف، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک درست ہو گا۔ ہاں البتہ اگر شیوع مذکورہ صورت حال ہبہ کے بعد طاری ہوئی تو وہ مانع ہبہ نہ ہو گی۔[30]

چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ چیز ہبہ کے وقت ہر طرح واہب کے قبضے میں ہو، لہذا اگر کسی نے قرض پر دی ہوئی رقم یا غصب شدہ چیز ہبہ کر دی ہو تو ہبہ درست نہ ہو گا۔[31] ساتویں شرط یہ ہے کہ ہبہ کی جانے والی چیز کچھ مالیت بھی رکھتی ہو، یعنی وہ چیز مال متقوم ہو، پھر خواہ ٹھوس (مادہ) جسم کی حامل ہو یا غیر مادی جسم رکھتی ہو، اشیاء میں مادی اور غیر مادی دونوں قسم کی اشیا شامل ہیں۔ لہذا اگر اس نے کوئی ایسی شئ ہبہ کی جس کی مارکیٹ میں کوئی قیمت نہ تھی (یعنی Worthless ہو) تو اس کا ہبہ درست نہ ہو گا۔[32] آٹھویں شرط یہ ہے کہ شریعت کی رو سے اس کی خرید و فروخت اور نقل و حمل کی ممانعت بھی نہ، مثلا شراب اور منشیات وغیرہ۔[33] نویں شرط یہ ہے کہ اس کی ملکیت نا قابل انتقال بھی نہ ہو، ام ولد (یعنی ایسی باندی، جو اپنے آقا سے صاحب اولاد ہو جائے اس) اس کا ہبہ درست نہیں۔ دسویں شرط یہ ہے کہ وہ چیز کسی مصرف میں مشغول بھی نہ ہو۔

واہب کے ضروری اوصاف:

واہب کے لیے ضروری ہے کہ وہ: 1۔ عاقل ہو۔ 2۔ بالغ ہو۔ 3۔ آزاد ہو لہذا اگر کوئی نابالغ بچہ، یا کوئی دیوانہ اور مخبوط الحواس شخص یا کوئی غلام کوئی شئ ہبہ کرے، تو اس کی طرف سے ہبہ درست اور جائز نہیں ہوتا۔ 4۔ وہ اس چیز کا مالک ہو، اور مالکیہ کے نزدیک وہ اپنی جملہ املاک کے برابر مقروض بھی نہ ہو (اس صورت میں ہبہ قرض خواہوں کی مرضی پر موقوف ہو گا۔) 5۔ نشہ میں نہ ہو۔ 6۔ مرتد نہ ہو۔ 7۔ شادی شدہ عورت نہ ہو (جس کا ہبہ خاوند کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔[34] ورنہ اس کا ہبہ درست نہ

OPEN ACCESS
CC BY

ہو گا، تاہم اگر کوئی ایسا مریض ہو، جو مرض الوفات (ایسا مرض جو اسکی موت کا باعث بنا جائے) میں مبتلا ہو، یا کسی ایسے مسافر کا ہبہ جو کسی طوفان میں گھرے ہوئے بحری جہاز پر سوار ہو، یا کسی ایسے شخص کا ہبہ، جو کسی شدید وبائی مرض، مثلاً طوعون وغیرہ میں مبتلا ہو شہر کا باشندہ ہو، یا کسی ایسے قیدی کا ہبہ جو قتل کے لیے جایا جارہا ہو اور یا کسی غالب دشمن سے جنگ کے لیے جانے والے سپاہی کا ہبہ صرف ایک تہائی درست ہے۔[35]

ارکان ہبہ:

ہبہ کے ارکان حسب ذیل ہیں:

(1) **ایجاب:** اس پر تمام ائمہ متفق ہیں کہ ایجاب (یعنی دوسرے کو اپنی شئ ہبہ کرنے کے لیے الفاظ کا سہارا لینا) ہبہ کا بنیادی رکن ہے۔[36] اور احناف کے ایک قول کے مطابق تو ایجاب ہی ہبہ کا واحد رکن ہے۔[37] اس کا اظہار تقریر و تحریر دونوں طرح سے ہی درست ہے۔ ایجاب کے لیے واہب وہ تمام الفاظ استعمال کر سکتا ہے، جن سے بالصراحت کسی کو کوئی شئ دینے اور اپنی ملکیت سے دست بردار ہونے کے معنی نکالتے ہوں۔[38] اور اگر واہب نے بالفرض زبان سے تو کچھ نہ کہا عملاً دوسرے شخص کوئی چیز دے تو یہ فعل بھی ایجاب کے لیے کافی ہو گا۔ تاہم اگر اس نے صریح لفظوں کے بجائے دو معنی لفظ استعمال کیا تو واہب سے اس کی مراد پوچھی جائے گی کہ اس کی نیت کیا ہے اور وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔[39] اور اگر اس نے ایسے الفاظ استعمال کیے جن سے عاریت پر دینے کا مفہوم سمجھا جاتا ہو (مثلاً یہ کہا کہ یہ مکان تمہیں رہنے کے لیے دیتا ہوں وغیرہ) تو اس جگہ عاریت ہی شمار ہو گی۔[40]

(2) **قبول:** اکثر ائمہ کرام اور فقہانے ہبہ کا دوسرا رکن موہوبہ شئ کا قبول کرنا قرار دیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک قبولیت کا فوری اور حسب ایجاب ہونا لازمی ہے۔[41] ایجاب کی طرح قبولیت کا اظہار بھی زبانی کلامی یا عملی طور پر دونوں طرح سے ممکن ہے۔[42] اگر موہوب لہ یعنی جس کو وہ شئ ہبہ کی گئی ہیں غیر عاقل بچیدہ ہو اور وہ اسے قبول نہ کر سکتا ہو۔ تو اس کی طرف سے اس کا ولی (سرپرست اسے قبول کرے۔[43] عام حالات میں ہبہ قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر واہب موہوب لہ کا باپ ہے تو اسے موقع پر اس کا کہنا ہی کافی ہو گا۔ اور بچے کی جانب سے قبولیت شرط نہیں۔

(3) **قبضہ:** اکثر ائمہ نے موہوبہ ہی پر قبضہ کرنا بھی لازم ٹھہرایا ہے، کیونکہ فرمان نبوی ہے، لا تجوز الهبة إلا مقبوضة[44] ہبہ قبضے کے بغیر جائز نہیں ہوتا۔ یہ قبضہ واہب کی اجازت سے ہونا چاہیے، البتہ اگر موہوب لہ، نے اسی مجلس میں قبضہ کرلیا تو دوبارہ اذن کی ضرورت نہیں، لیکن اگر مجلس بدل گئی تو قبضے کے لیے دوبارہ اجازت لینا ضروری ہے، اگر وہ چیز پہلے موہوب لہ، تصرف میں ہو تو تب تجدید ملکیت کی ضرورت نہ ہو گی۔[45] حنابلہ کے نزدیک ماپ تول کر دی جانے والی اشیا میں قبضہ لازمی شرط ہے، دیگر اشیا میں قبضہ ضروری نہیں، فقط نہ زبانی ایجاب و قبول کا ہو جانا کافی ہے۔[46] ایک دوسرے قول کی رو سے تمام اقسام وانواع میں قبضہ ضروری ہے، یہ قول جمہور کے مسلک کے مطابق ہے۔[47] قبضہ کیسے دیا جائے؟ اس ضمن میں فقہا نے

CC BY

صراحت کی ہے کہ اگر تو معاملہ منقولہ جائیداد کا ہو، تو ضروری ہے کہ وہ شئ موہوب لہ کے ہاں منتقل کر دی جائے،[48] یا وہ خود اس کو اٹھا کر کسی جگہ منتقل کر دے اور اگر وہ غیر منقولہ جائیداد ہو، تو موہوبہ شئ کی موہوب لہ، کو سپر دگی اور اس کا اس کے حق میں تخلیہ وغیرہ ضروری ہوگا۔[49] بچہ یا دیوانہ شخص ہے تو اس کا والد سرپرست اس کی طرف سے اس شئ پر قبضہ کرے۔[50] امام مالک کے نزدیک موہوبہ شئ پر قبضہ کرنا غیر لازمی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک ہبہ ایک بیع ہے بغیر قبضے کے بھی مکمل ہو جاتی ہے۔

چونکہ ائمہ کرام کے نزدیک ہبہ میں لازم ٹھہرایا گیا ہے، لہٰذا اس مال کا ہبہ جائز نہیں جو زیر قبضہ نہ ہو مثلاً بھاگا ہوا غلام فضا میں اڑتا ہوا پرندہ، غصب شدہ مال اور قرض وغیرہ[51] اور اگر قبضے سے پہلے واہب اور موہوب لہ میں کوئی ایک مر جائے تو اس کے درست یا عدم درست ہونے کے متعلق دونوں قول ہیں۔ اولاد کو کوئی شئ ہبہ کرنے کی صورت میں اولاد کے مابین مساوات کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایک صحابی حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت عمر نے مجھے ایک غلام دیا اور پھر مجھے ہمراہ لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے ہر بیٹے کو غلام دیا ہے، والد محترم نے کہا نہیں اس پر آنحضور نے فرمایا تو اپنے ہبہ میں رجوع کر لے، دوسری روایت میں ہے کہ کیا تجھے یہ بات اچھی نہ لگے گی کہ تیرے تمام بیٹوں کا تجھ سے ایک جیسا سلوک ہو، انہوں نے فرمایا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تب تو پھر یہ عطیہ واپس لے لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت بشیر نے اپنے بیٹے نعمان کو کوئی عطیہ دیا ان کی بیوی (حضرت نعمان کی والدہ) کہنے لگی کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تو اپنے اس عطیے پر نبی اکرم کو گواہ نہ بنائے گا۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آئے اور ماجرا بیان کیا آُپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل کا خیال رکھو۔ تاہم بعض مصالح کے تحت ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کی گنجائش ہے، مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا مقصد کسی دوسرے وارث کو نقصان پہنچانا نہ ہو۔ اس قسم کے ہبہ کو تفصیلی ہبہ کہتے ہیں، یہ تفصیلی ہبہ احناف، شوافع اور ایک قول کے مطابق حنابلہ کے نزدیک دیانت کے پہلو سے مکرہ مگر قضاء عمل درآمد کے اعتبار سے درست ہے۔ امام احمد بن حنبل کے دوسرے قول کے مطابق اور علامہ ابن حزن اور ظواہر کے ہاں یہ قطعاً ناجائز ہے۔[52]

(4) **ہبہ کو واپس لینا:** نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ہبہ میں واپسی کو سخت ناپسند قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ مَثَلُ الذي يَرْجِعُ في صَدَقَتِهِ، كَمَثَلِ الكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ في قَيْئِهِ[53] جو صدقہ کرنے کے بعد رجوع کرتا ہے اس کتے کی مانند ہے جو قے کرنے کے بعد اسے چاٹتا ہے۔ اسی بناء پر ائمہ ثلاثہ یعنی جمہور کے نزدیک اجنبی کو کیے گئے ہبہ میں رجوع ناجائز ہے۔ اجنبی سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص بیٹا یا بیٹی وغیرہ نہ ہو۔ احناف نے حسب ذیل صورتوں میں اس کی اجازت دی ہے۔ وہ شئے اب تک موہوب لہ کے قبضے میں ہو، وہ اسے آگے منتقل نہ کر چکا ہو، یا وہ شئے ہلاک یا تلف نہ چکی ہو۔ وہ اس میں کوئی اس قسم کا تصرف نہ کر چکا ہو جس سے اس کی ملکیت قابل انتقال نہ رہی ہو (مثلاً لونڈی۔۔۔ ولد، غلام کو مکاتب، مدبر بنانا وغیرہ) وہ اس میں کوئی متصل اضافہ نہ کر چکا ہو (مثلا خالی زمین ہو، تو اس میں شجر کاری، یا مکان وغیرہ بنا لیا) اس سے دیگر افراد کا تعلق نہ پیدا کیا گیا ہو مثلاً اگر وہ

OPEN ACCESS
CC BY

لونڈی یا غلام ہے، تو ان کا نکاح وغیرہ نہ کر دیا ہو۔ ان میں سے کوئی ایک مر نہ چکا ہو، اگر یہ پانچوں شرائط پائی جاتی ہوں، تو حنفی مسلک کی رو سے واہب اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے[54]۔ جب کہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ صرف والد اپنی اولاد کو دیے ہوئے ہبے کو واپس لے سکتا ہے۔ کسی صورت میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔[55] امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے ان کا عمل اس حدیث پر ہے جس میں آپ نے حضرت بشیر کو اپنے بیٹے حضرت نعمان کو دیے ہوئے ہبہ میں رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔[56] نیز ان کا استدلال اس حدیث نبوی سے ہے جس میں ارشاد نبوی ہے، لا يرجع في هبته الا الوالد من ولده"[57] کوئی ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ میں رجوع نہ کرے البتہ والد اپنے بیٹے کو دیے ہوئے ہبہ میں رجوع کر سکتا ہے"

حنفی مسلک میں اگرچہ ہبہ میں رجوع کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن اس کے لیے کڑی شرائط ہیں جن میں سے بعض کا سطور بالا میں ذکر آ چکا ہے۔ ان کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہبہ مندرجہ ذیل اقسام سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ 1۔ کسی ذی رحم محرم کو دیا ہوا ہبہ 2۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کو دیا ہوا ہبہ، یا 3۔ واہب، موہوب لہ سے اس کے بدلے میں کچھ عوض وصول نہ کر چکا ہو مندرجہ بالا تینوں صورتوں احناف کے نزدیک رجوع بھی ناجائز ہے، البتہ اگر موخر الذکر صورتیں واہب نصف کا عوض وصول کر چکا ہو اور نصف کا ابھی باقی ہو تو صرف بقیہ نصف میں رجوع ناجائز ہے۔[58] احناف کا استدلال اس روایت سے ہے جس میں مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے فرمایا، الْوَاهِبُ أَحَقُّ بِهِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا[59] ہبہ کرنے والا اپنے دیے ہوئے ہبہ میں رجوع کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے جب تک وہ ہبہ ثابت نہ ہوا ہو، یعنی اس کا عوض قبول نہ کیا ہو۔ علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت بشیر کو اپنے بیٹے کو دیے ہوئے کو واپس لینے کا حکم دیا تھا۔[60] رہی کتے کی اپنی قے چاٹنے والی حدیث احناف اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد اظہار ناپسندیدگی (کراہت تنزیہی) ہے۔ رجوع کا طریقہ یہ ہے کہ واہب یہ کہے کہ میں نے اپنے ہبے میں رجوع کیا۔[61] واپسی کے لیے دونوں کی رضامندی یا حاکم کا فیصلہ شرط ہے۔[62]

(5) ہبہ کی مندرجہ ذیل اقسام بھی بحث طلب ہیں

(i) ہبہ **عمری** یعنی موہوب لہ کو موہوبہ شئ سے اس کی زندگی تک استفادہ کرنے کی اجازت دینا۔ اس کی مثالیں عہد نبوی ﷺ وعہد صحابہ میں بھی ملتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو جائز ٹھہرایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے أيُّما رَجلٍ أعمَرَ عُمْرى لَه ولِعَقبِه[63] جس شخص نے کسی کو ہبہ عمری دیا وہ اس کے اور اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہبہ عمری جائز ہے۔ اسی طرح حضرت جابر سے مروی ہے۔ إِنَّ الْعُمْرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا[64] "عمری اس کے گھر والوں کی وراثت ہے" اس لیے تمام فقہاء نے اس کے جواز کو تسلیم کیا ہے کہ کوئی شئ کسی کو زندگی بھر استعمال اور استفادے کے لیے دی جاسکتی ہے۔ البتہ اس سے آگے اختلاف ہے جمہور ائمہ یعنی احناف شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ہبہ کردہ شئ واہب کی طرف کبھی نہیں لوٹتی اور لوٹانے کی شرط باطل ہوتی ہے۔ وہ شئے وراثۃ موہوب لہ اور اس کے ورثا کو مل جاتی ہے۔ خود

CC BY

حدیث نبویہ ﷺ میں بھی اس کی صراحت کی گئی ہے کہ ہبہ عمری موہوب لہ اور اس کے ورثہ کے لیے ہوتا ہے۔ موہوب لہ کے مرنے سے وہ چیز واپس واہب کو لوٹادی جاتی ہے۔[65] ہبہ العمری اپنے دیگر احکام ایجاب و قبل اور قبضہ وغیرہ میں عام ہبات کی طرح ہے۔[66] مسلک بھی مالکیہ کے قریب قریب ہے۔[67]

(ii) **ہبہ شیعی:** یعنی واہب نے ہبہ کرتے وقت یہ کہا ہو اگر میں پہلے مر جاؤں تو یہ چیز تمہاری ہے۔ اگر تم پہلے مر جاؤتو یہ میری ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ ہبہ باطل اور لغو ہے۔[68] امام ابو یوسف اور ظواہر نے اس کو ہبہ عمری کی طرح جائز ٹھہرایا ہے۔ البتہ شرط کو لغو قرار دیا ہے۔ قریب قریب یہ مسلک حنابلہ کا بھی ہے۔[69] اس طرح اگر ہبہ کے ساتھ کوئی ایسی شرط دی گئی جو فی نفسہ باطل ہو تو ہبہ درست مگر شرط لغو ہو گی۔

(iii) **ھبۃ الثواب، باھبۃ العوض:** یعنی ایسا ہبہ جس کے عوض کوئی شئ واہب کو واپس کی جائے۔ اس کو بعض ائمہ نے "بیع" ہی قراد دیا ہے۔ کیوں کہ ہبہ کی یہ قسم بیع ہی کی طرح دو اشیاء کے تبادلے پر مبنی ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیتے اور لیتے رہیں کیوں کہ اس سے باہمی الفت اور بھائی چارے میں اضافہ ہوتا ہے۔ خود آنحضرت محمد ﷺ کا بھی کا معمول تھا کہا آپ کو جو بھی ہدیہ دیتا آپ بھی جواباً اسے کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور عنایت فرماتے ۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ بھی تھی کہ آپ کا تحفہ دوسرے کے ہدیے سے بڑھ کر ہوتا تھا۔ امام ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کیا ہے۔ کہ ایک بدو نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور اسے کے بدلے میں بدو کو چھ نوجوان اونٹنیاں مرحمت فرمائیں، مگر وہ اس کے باوجود ناراض ہو گیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ اعلان فرمادیا کہ آپ آئندہ کے لیے قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کے سوا کسی کا ہدیہ قبول نہیں کریں گے۔[70]

OPEN ACCESS

CC BY

---

[1] ابن منظور الافریقی: لسان العرف، بذیل مادہ وہب

[2] ابن قتیبہ: عیون الاخبار، 122:3، قاہرہ 1930ء

[3] سورۃ آل عمران: 8

[4] الشوریٰ: 49

[5] اشعراء: 21

[6] ص: 35

[7] الحجرات۔ 10

[8] التبریزی: مشکوۃ، 551:3

[9] مالک بن انس: الموطا، باب حسن الخلق، 15 الترمذی، الجامع السنن، کتاب الولاد باب 5

[10] البخاری: الجامع، 129:2، کتاب الہبہ، مطبوعہ لائیڈن

[11] ایضا، 131:2

[12] احمد بن حنبل: مسند 92:2

[13] البخاری: 134:2

[14] مشکوۃ، 591:2، حدیث 4889

[15] المحلی، شرائع الاسلام، القسم الرابع، ص 353

[16] التعریفات، ص 176

[17] الجزیری: الفقہ علی مذاہب الاربعہ، 38:3

[18] معجم الفقہ، الحنبلی، 71702

[19] الجزیری، 382:3 تا 383

[20] الشافعی: کتاب الام، 283:3

[21] ایضا: معجم الفقہ الحنبلی، 719:2

[22] الجزیری، 416:3، ابن حزم المحلی، 102:6

[23] معجم الفقہ الحنبلی، 719:2

[24] معجم الفقہ الحنبلی، 719:2

[25] السرخسی، المسبوط 71:12، الکاسانی: بدائع الصنائع، 142:6

[26] ابن حزم: التحلیٰ، قاہرہ 1353ھ، 142:6، معجم الفقہ الحنبلی، 719:2

[27] بہادر شریعت: 68:14

[28] ہدایہ، 282:3، معجم الفقہ الحنبلی، 719:2

CC BY

[29] ہدایہ،2:283،284

[30] ہدایہ،2:284

[31] معجم الفقہ الحنبلی،2:719،ہدایہ،3:284،285

[32] جسٹس تنزیل الرحمان، مجموعہ قوانین اسلام،3:945

[33] الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ،3:387

[34] الجزیری: الفقہ علی المذاہب الاربعہ،3:385،398

[35] الشافی: کتاب الام،3:284،285

[36] ہدایہ،2:267

[37] الجزیری،3:389-387

[38] ہدایہ،2:368، معجم الفقہ الحنبلی،3:386-387

[39] الجزیری،3:386-387

[40] ہدایہ،2:378

[41] الجزیری،3:395

[42] مولانہ امجد علی، بہادر شریعت،14:67

[43] معجم الفقہ، الحنبلی، ص717

[44] ہدایہ،2:270

[45] ایضا، ص267، بحوالہ منصف عبد الرزاق

[46] ہدایہ،3:270

[47] معجم الفقہ الحنبلی،2:718

[48] معجم الفقہ الحنبلی:2:718

[49] السرخسی: کتاب المسبط،12:48-،49،الشافعی: کتاب الام: ص374

[50] ہدایہ،2:275

[51] معجم،2:718

[52] دیکھیے الکاسانی: بدائع الصنائع،6:127ابن حجر العسقلانی، فتح الباری،5:134

[53] مسلم الصحیح مطوعہ قاہرہ5:64

[54] ہدایہ، کتاب الہبہ

[55] معجم الفقہ الحنبلی2:733-734

[56] مسلم الصحیح،5:65

OPEN ACCESS
CC BY

[57]النسائی، مشکواۃ،4:66،کتاب العطایا

[58]ہدایہ۔2:273-274

[59]ہدایہ بمحل مذکورہ

[60]مسلم بمحل مذکور

[61]معجم الفقہ الحنبلی،2:734

[62]ہدایہ،2:275

[63]مشکوۃ،4:64

[64]ہدایہ،2:276،کتاب الام 3:285

[65]ایضا کتاب الام،3:285

[66]القدوری:المختصر،ص:130

[67]الحلی:شرائع الاسلام،القسم الرابع،ص252

[68]ہدایہ،2:275

[69]معجم الفقہ الحنبلی،2:722

[70]ابوداؤد،السنن؛الترمذی؛مشکوۃ،4:67

CC BY